رمضان دعا کا مہینہ

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى سَيِّد الأَنبياءِ وَالمرسَلينَ وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرُود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيِّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

دعا عبادت کا مغز ہے

عزیزانِ محترم! اللہ تبارک وتعالی کا ہم پر بڑا ہی فضل ہے کہ رمضان المبارک ہم پر سایہ فگن ہے۔ یہی وہ مبارک مہینا ہے جس کی ہر ہر ساعت میں اللہ عزّوجلّ دعائیں قبول فرماتا ہے۔ ہمیں اس مبارک مہینے کو غنیمت جانتے ہوئے خالقِ کائنات کی حمد وثنا اور نبئ کریم ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجتے رہنا چاہیے، اور اپنی بخشش ومغفرت کی دعا بھی کرتے رہنا چاہیے۔ دعا کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن وحدیث میں متعدّد مقامات پر اس کی اَہمت اُجاگر کی گئی ہے، دعا بھی ایک عبادت ہے، خالقِ کائنات جلّ جلالہ اپنے بندۂ مؤمن کی دعا ضرور قبول فرماتا ہے، پکارنے پر جواب دیتا ہے، مانگنے پر عطا کرتا

ہے، بہر حال دعا ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے، بارگاہِ الٰہی میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے، دعا کی قبولیّت کا ظہور دُنیا میں بھی ہوتا ہے، کبھی آخرت میں اس کا اَجر وثواب دیا جاتا ہے، یا پھر دعا کی برکت سے بندے کے گناہ مُعاف کر دیے جاتے ہیں۔ دُعا کی اَہمیت بیان کرتے ہوئے ربِّ کائنات جلّ جلالہ نے ارشاد فرمایا: ﴿ادْعُونِيْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾[1] "مجھ سے دُعا کرو میں قبول کروں گا!"، اس آیتِ مبارکہ کے تحت مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالی بندوں کی دعائیں اپنی رَحمت سے قبول فرماتا ہے، اور قبولیّت کے لیے چند شرطیں ہیں: دعا میں اِخلاص ہو، دل اللہ تعالی کے سِوا کسی اَور طرف مشغول نہ ہو، دعا کسی ناجائز چیز پر مشتمل نہ ہو، اللہ تعالی کی رَحمت پر یقین ہو، اور شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا کی پر قبول نہیں ہوئی، جب اِن شرائط کے ساتھ دعا کی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے"[2]۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، مصطفی جانِ رَحمت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَم عَلَى الله تَعَالىٰ مِنَ الدُّعَاءِ»[3] "اللہ تعالی کے ہاں دعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ تر نہیں"۔ بعض لوگوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے پوچھا کہ رب

---

(١) پ٢٤، المؤمن: ٦٠.

(٢) "خزائن العرفان في تفسیر القرآن" ص ۷۵۴۔

(٣) "جامع الترمذي" كتاب الدعوات، ر: ٣٣٧٠، صـ٧٧٠.

تعالیٰ ہم سے دُور ہے یا قریب ہے؟ اُسے آواز سے پکاریں یا آہستہ عرض کریں؟ رب تعالیٰ نے فرمایا: "میں نزدیک ہوں، پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب مجھے پکارے!"۔

اگر بندہ چاہتا ہے کہ رب تعالیٰ اس کی دعائیں قبول فرمائے، تو چاہیے کہ اللہ ورسول کا حکم مانے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾(1) "اے حبیب! جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں، تو میں نزدیک ہوں، دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے، تو انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں؛ تاکہ راہِ راست پائیں!"۔

دُعا ہر وقت کارآمد اور نفع بخش ہے، لہٰذا اکثر اوقات دعا کرتے رہنا چاہیے، دعا کو عبادت کا مغز ونچوڑ کہا گیا ہے، حضرت سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ»(2) "دُعا عبادت کا مغز ہے"، یعنی دعا عبادت کا نچوڑ ہے۔ حضرت سیّدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

(1) پ۲، البقرة: ۱۸۶.

(2) "جامع الترمذي" كتابُ الدَّعوات عن رسول الله ﷺ، ر: ۳۳۷۱، صـ۷۷۰.

نے فرمایا: «إِنَّ الدُّعاءَ هُوَ الْعِبَادَةُ»(1) "یقیناً دعا عبادت ہی ہے"، لہذا دعا کرتے رہنا چاہیے، اس میں سستی وغفلت ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے

محترم بھائیو! اس میں کوئی شک نہیں کہ دعا کی تاثیر سے تقدیر بدل سکتی ہے، دعا انسان کی تقدیر بدل دیتی ہے، دعا سے بڑی بڑی مشکلیں ٹل جاتی ہیں، رَحمتِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا: «لَا يَرُدُّ الْقَضَاءَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَلَا يَزِيْدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ»(2) "دُعا قضا کو ٹالتی، اور نیکی عمر میں اِضافہ کرتی ہے"۔ تقدیر کی بعض صورتوں میں رَدوبدل ممکن ہے، والدَین کی خدمت، صدقہ وخیرات، دیگر نیک اعمال اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ تقدیر بدل دیتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾(3) "اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے، اور اصل لکھا ہوا تو اُسی کے پاس ہے"۔ لہذا ہمیں کثرت سے دعا کرتے رہنا ہے، اور دعا میں غفلت وسستی ہرگز نہیں کرنی چاہیے۔

محترم روزہ دار بھائیو! ہم اس وقت رمضان المبارک کی برکتوں سے فیضیاب ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اس ماہِ مبارک کے اوّل اور

---

(1) "سنن ابن ماجه" كتابُ الدُّعاء، بابُ فَضل الدُّعاء، ر: ٣٨٢٨، صـ٦٤٥.

(2) "جامع الترمذي" أبوابُ القَدر، ر: ٢١٣٩، صـ٤٩٢.

(3) پ١٣، الرعد: ٣٩.

درمیان میں روزوں اور تراویح کی توفیق بخشی، اسی پاک پروَردگار سے دعاکرتے ہیں کہ ہمیں اس ماہ کے آخر میں بھی اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے، ہماری مدد فرمائے! اللہ تعالیٰ نے رمضان کے آخری عشرہ کو ہمارے لیے ایک عطیہ بنایا ہے، لہٰذا جو یہ چاہتا ہے کہ وہ عبادت گزاروں کے درَجات تک رَسائی حاصل کرلے، نیک، صالحین وفرمانبرداروں میں اس کا نام بھی لکھ لیا جائے، تو اسے چاہیے کہ خشوع، عاجزی وانکساری کے ساتھ عبادت میں مصروف رہے، عبادت واطاعت پر استقامت حاصل کرنے میں کوشش کرتا رہے۔ یاد رہے کہ یہ موقع بار بار نہیں ملتا، اسے غنیمت جان کر خُوب رحمتیں برکتیں حاصل کرے، سرکارِ دوعالم ﷺ امّت کی رَہنمائی کے لیے اِن ایّام میں خاص طَور پر عبادت میں کثرت کیا کرتے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

«كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، مَا لَا يَجْتَهِدُ فِيْ غَيْرِه»[١]

"رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں باقی دنوں کی نسبت عبادت میں زیادہ جدّوجہد کیا کرتے تھے"۔

عزیزانِ گرامی! جس نے اس ماہِ مبارک کے ابتدائی عشرہ میں عبادت، اطاعت اور نیکیاں کیں، اسے چاہیے کہ آخری عشرہ کو غنیمت جان کر اعمالِ صالحہ میں اضافہ کرے؛ اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا، جس نے گزشتہ دنوں میں کوتاہی کی ہے، اسے چاہیے کہ اِس آخری عشرہ میں اپنی پچھلی سستی وکوتاہی کا اِزالہ کرلے، جماعت

---

(١) "صحيح مسلم" كتاب الاعتكاف، ر: ٢٧٨٨، صـ٤٨٤.

سے مسجد میں نماز ادا کرے، نمازِ تراویح، تہجد اور اللہ کے ذکر کی دن رات کثرت کرے، اس پر استقامت کی کوشش کرے، سحری اور مُناجات کے اوقات میں دعا واستغفار کرے، اپنے گناہوں سے توبہ کرے، قرآنِ کریم کی تلاوت کو اپنا شِعار بنائے، اس کے مَعانی سمجھے، ان پر غور وفکر کرے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری پر خود اپنی ذات کے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعِیال کو بھی راغب کرے، خاص طَور پر یہ مبارک راتیں عبادت میں گزارے؛ کہ ان ایّام میں اعمالِ صالحہ بجالانا اللہ تعالی کے قُرب کا بہترین وآسان ذریعہ ہے، حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیّبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: «كَانَ رَسُولُ الله ﷺ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ، أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ»[1] "ماہِ رمضان کے آخری عشرے میں رسول اللہ ﷺ تمام شب بیدار رہا کرتے، اپنے اہلِ خانہ کو بھی بیدار کرتے، عبادت کے لیے کمربستہ ہوجاتے، اورازدواجی تعلقات سے دُور رہتے تھے"۔ محدثینِ کرام فرماتے ہیں: "یعنی باقی دنوں کی نسبت آخری عشرے میں زیادہ عبادت میں مشغول رہا تھے"[2]۔

محترم بھائیو! یقیناً اس ماہِ مبارک کی ایک اہم ترین خصوصیت شبِ قدر بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رات کو برکت اور نزولِ قرآن کے ساتھ خاص فرمایا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ

(١) "صحيح مسلم" كتاب الاعتكاف، ر: ٢٧٨٧، صـ٤٨٤.

(٢) "شرح صحيح مسلم" كتاب الاعتكاف، الجزء ٨، صـ٧١.

ہے: ﴿إِنَّا أَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ﴾[1] "یقیناً ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا، یقیناً ہم ڈر سنانے والے ہیں"۔ مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "اس رات سے مراد شبِ قدر ہے، یعنی ستائیسویں رمضان، اس رات میں پورا قرآن لَوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اُتارا گیا، پھر وہاں سے تیئیں ۲۳ برس کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حضورِ اکرم ﷺ پر اُترا، اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جس رات قرآنِ کریم اُترا وہ مُبارک رات ہے، تو جس رات میں صاحبِ قرآن ﷺ دُنیا میں تشریف لائے وہ بھی یقیناً مبارک رات ہے"[2]۔

محترم بھائیو! رمضان شریف کا آخری عشرہ بہت ہی بابرکت ہے، جو سچی توبہ کرلے، اپنے گناہوں پر نَدامت سے آنسو بہالے، خالقِ کائنات جلّ جلالہ یقیناً اسے مُعاف فرما دیتا ہے، حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَاناً واحْتِسَاباً، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه»[3] "جو ایمان کی وجہ سے ثواب کی خاطر شبِ قدر میں عبادت کرے، اس کے پچھلے گناہ مُعاف کر دیے جائیں گے"۔

---

(۱) پ۲۵، الدخان: ۳.

(۲) "تفسیر نور العرفان" ص۷۹۰ ملتقطاً۔

(۳) "صحيح البخاري" كتاب فضل ليلة القدر، ر: ٢٠١٤، صـ٣٢٣.

قبولیتِ دُعا کے اَوقات

حضراتِ گرامی قدر! دعا اللہ تعالی اور بندے کے درمیان ایک خاص تعلق ہے، اس میں بندہ اپنے معبود سے براہِ راست اپنے دل کا حال بیان کرتا ہے، اپنی مشکل کا اِظہار کرتا ہے، اپنے گناہوں کی مُعافی مانگتا ہے، بخشش کی درخواست کرتا ہے، جو کچھ دل میں ہوتا ہے وہ سب اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہے، یا پھر دل ہی دل میں عرض وگزارش جاری رہتی ہے، وَیسے تو کسی بھی وقت دعا کی جا سکتی ہے، لیکن بعض اَوقات ومقامات اَیسے ہیں جن میں دُعا جلد اور ضرور قبول ہوتی ہے، ان مخصوص اَوقات ومَقامات میں اللہ تعالی کی رَحمت وعنایت کی خاص امید کی جاتی ہے، دعا کی قبولیت کا افضل ترین وقت رات کا آخری حصہ ہے، اللہ تعالی نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو عشاء کی نماز پڑھ کر سوتے، پھر تہجد پڑھتے اور تَوبہ واِستغفار کرتے ہیں: ﴿كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ۞ وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾(۱) "وہ رات میں کم سویا کرتے، اور انتہائے شب میں اِستِغفار کرتے تھے"، نیک لوگ رات کے تھوڑے حصہ میں سوتے ہیں، بقیہ رات تہجد وشب بیداری میں گزارتے، تَوبہ واِستغفار اور دعا میں مشغول رہتے ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ وقتِ سَحر اِستغفار ودعا کے لیے بہت مَوزُوں، مصیبت کا دَفیعہ، اور رِزق میں برکت کا ذریعہ ہے، اسی طرح وقتِ اِفطار، فرض نماز کے بعد، اذان واِقامت کے درمیان،

---

(۱) پ۲٦، الذٰریٰت: ۱۷، ۱۸.

دَورانِ بارش، مبارک راتوں میں، اور عیدَین و جمعہ میں خصوصیّت کے ساتھ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

قبولیتِ دُعا میں رُکاوٹ

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! انسان جب بھی اپنے رب تعالی سے دعا کرے، وہ ضرور سنتا ہے، لیکن بعض اُمور اَیسے ہیں جن کے سبب دعا قبول نہیں ہوتی، جن میں سے ایک سبب غفلت ولاپرواہی بھی ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ»[1] "جان لو! اللہ تعالی غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا"۔ دعا کے ذریعے انسان اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اُس سے ہم کلام ہوتا ہے، لہٰذا دورانِ دُعا غفلت، سُستی اور لاپرواہی سے گریز کرے۔

اس کے علاوہ گناہ وحرام اور ناجائز کام، قطعِ رِحمی، نااُمیدی ومایوسی بھی قبولیّتِ دعا کی راہ میں رُکاوٹ ہیں، حضور نبئ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «لَا يَزَالُ يُستجابُ لِلعَبْد، مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ، مَا لَم يَسْتَعْجِلْ» "جب تک بندہ گناہ کی، یا قطعِ رِحم کی دعا نہ کرے، اور قبولیّت میں جلدبازی نہ کرے، اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے"، عرض کی گئی: یارسولَ اللہ! جلدبازی سے کیا مراد ہے؟ والئ کونین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے

(١) "جامع الترمذي" أبوابُ الدعوات، ر: ٣٤٧٩، صـ٧٩٤.

فرمایا: «يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ، وَيَدَعُ الدُّعَاءَ»[1] "بندہ کہے کہ میں نے بہت دعا کی، لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی، پھر بالآخر نا امید ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے"۔

اس کے علاوہ بے توجّہی، رِیاکاری، خورد و نوش، ودیگر ضروریاتِ زندگی میں حرام کا استعمال، یا ذریعۂ آمدنی کا حرام کاموں پر مشتمل ہونا بھی قبولیّتِ دعا میں بہت بڑی رُکاوٹ ہے، حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ وَلَا يُقْبَلُ إِلَّا طَيِّباً، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ» "اے لوگو! اللہ تعالی پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے، اور اللہ تعالی نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا جو اپنے رسولوں کو دیا"، فرمایا: ﴿يَآ أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾[2] "اے میرے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو، میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں"، مزید فرمایا: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾[3]،[1] "اے ایمان والو! کھاؤ ہماری دی ہوئی سُتھری چیزیں، اور اللہ کا اِحسان

---

(۱) "صحيح مسلم" كتابُ الذكر والدعاء، ر: ٦٩٣٦، صـ١١٨٦.

(۲) پ۱۸، المؤمنون: ٥١.

(۳) پ۲، البقرة: ١٧٢.

مانو اگر تم اُسی کی بندے ہو!"۔ تو معلوم ہوا کہ جو چیزیں دعا کی قبولیّت میں رُکاوٹ بنتی ہیں، اُن سے بچتے رہنا بھی ہر ایک پر لازم وضروری ہے۔

اے اللہ! ہمیں رمضان المبارک کے مہینے میں عبادات و بھلائی والے کاموں کی کثرت کرنے، اور رمضان کے شب وروز عبادات کے ذریعے زندہ رکھ کر تیری رَحمتیں سمیٹنے کی سعادت عطا فرما، تقوی وپرہیز گاری اختیار کرنے، اس مہینے کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے اور اَعمالِ صالحہ پر ہمیشگی اختیار کرنے کی توفیق، ہمت اور جذبہ عطا فرما، اے اللہ! ہمیں بھلائی، عافیت اور دنیا وآخرت کی خیر وبرکت نصیب فرما، دعا کی توفیق وہمت عطا فرما، ہماری دعائیں قبول فرما، ہماری دنیا وآخرت آسان وبہترین بنا، اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم ﷺ کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم ﷺ اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی محبّت، اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت وشکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفی کریم ﷺ کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! مُتّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر

---

(۱) "جامع الترمذي" أبوابُ تفسير القرآن، ر: ۲۹۸۹، صـ۶۷۲.

حکّامِ امارات کی حفاظت فرما، اور اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.